مدیراعلیٰ کے قلم سے

دورہ ترکی......مشاہدات وتاثرات

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گزشتہ ماہ اکتوبر 2017ء میں سفرعمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔سفرعمرہ اور زیارت حرمین شریفین سے واپسی کے صرف ایک دن بعد ہی قطراورترکی کا سفردرپیش تھا۔اس سفر کے لئے 31 اکتوبر کو روانگی ہوئی اور 8 نومبر کی صبح واپسی ہوئی۔ترکی جاتے ہوئے دوروز کے لئے قطر میں قیام رہا۔وہاں علماء کرام، اہم شخصیات، احباب اور رفقاء سے ملاقاتیں رہیں۔ان سے مختلف موضوعات پرتبادلہ خیال کا موقع بھی ملا۔اس کے بعدترکی جانا ہوا۔وہاں احقر 2 نومبر کی شام کو پہنچا اور 7 نومبر کی شام کو واپس روانگی ہوئی۔اس طرح ترکی میں چھ دن قیام رہا۔میرے ساتھ اس سفر میں رفاقت کے لئے محترم طٰہٰ قریشی صاحب لندن سے استنبول تشریف لائے تھے اور وہاں سے میرے شریک سفر ہوئے۔عزیزم مولوی محمد احمد حنیف سلمہ اللہ تعالیٰ بھی میرے ہمراہ تھے۔حسنِ اتفاق سے ترکی پہنچنے پرممتاز عالم دین اور جامعۃ الرشید کراچی کے رکن مولانا مفتی ابولبابہ صاحب زیدمجدہم شریک سفر ہوگئے۔ وہ پہلے سے وہاں موجود تھے۔مفتی صاحب کا بھی مسلسل ایک عرصے سے ترکی آنا جانا ہے۔خاص طور پور جب سے وہاں شامی مہاجرین کا یہ قصہ ہوا ہے، مفتی صاحب نے بھی اس کارخیر کے لئے آواز لگائی اور بڑی جدوجہد کی، یہ میرے سفر کے رفیق تھے۔

مجھے حالیہ سفرترکی میں شامی مہاجرین کے جن حالات کو براہ راست دیکھنے کا موقع ملا، ان حالات نے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔یہ میری زندگی کا یادگار سفر تھا، اگرچہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ ترکی جاچکا ہوں، اورترکی ایسا ملک ہے جہاں جانے سے کبھی جی نہیں بھرتا۔ترکی کے سفر کا جب بھی کوئی بہانہ ملتا ہے اور موقع ہوتا ہے تو میں ترکی کے سفر کو لازماً ترجیح دیتا ہوں۔

ترکی کے حالیہ سفر کے بہت سے مقاصد تھے، ان میں بنیادی اور اہم ترین مقصد یہ تھا کہ ملک شام سے جو لاکھوں مسلمان مہاجر ہوکرترکی آئے ہیں اوراس وقت وہاں قیام پذیر ہیں، ان کے ساتھ ملاقات ہو، ان سے کچھ سنا جائے، بچشم خود ان کے حالات کا مشاہدہ کیا جائے ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار ہو۔ یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ وہاں

دیکھا جائے کہ جوامداد یہاں سے بھیجی جاتی ہے وہ صحیح طور پر تقسیم ہورہی ہے یا نہیں؟!۔ترکی کے چھ روزہ قیام کے دوران زیادہ تر سفر میں ہی وقت گذرا، سفر بھی سرحدی شہروں کا ہوا۔ان شہروں میں غازی انتب، کلس، شانلی عرفہ، ریحانلی، ختائی (انطاکیہ)، اس کے علاوہ حلب کے بارڈر پر جانا ہوا۔واپسی پرصرف دودن استنبول قیام کے لئے ملے۔وہاں بھی موضوع شامی مہاجرین ہی رہے۔

ترکی میں میرے میزبان خبیب فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین محترم ندیم احمد خان صاحب تھے۔محترم ندیم احمد خان صاحب خبیب فاؤنڈیشن کےفورم سے تعلیمی، فلاحی اور رفاہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ان کا کام پاکستان میں بھی ہے اور بیرون پاکستان بھی ہے۔پاکستان میں انہوں نے بہت سے اسکولز، رفاہی ادارے قائم کئے ہیں۔بہت سے یتیم بچوں کی کفالت کرتے ہیں، خاص طور پر جب 2005ء میں خیبر پختون خواہ اور آزاد کشمیر میں زلزلہ آیا تھا، جس سے بہت زیادہ تباہی ہوئی تھی۔اس وقت انہوں نے ترکی کو متوجہ کیا تھا، ترکی کے تاجروں، علماء اور حکومت نے یہاں کافی تعاون کیا۔جب شام میں اہل سنت پر شدید مظالم ہوئے، ان کے شہروں کو خوفناک بمباری سے تباہ کیا گیا اور وہاں سے اہل سنت مسلمان بے گھر ہو کر ترکی پہنچے تو ان شامی مہاجرین کی امداد کے لئے پاکستان میں سب سے پہلے ندیم احمد خان صاحب نے آواز اٹھائی تھی۔

ہم نے اس سفر میں ان تمام سرحدی شہروں میں جو معائنہ کیا، اس میں ہمیں کلس جو سرحدی شہر ہے، اس میں خبیب فاؤنڈیشن نے پاکستان بیکری قائم کی اسے دیکھا۔وہاں لاجسٹک سینٹر تھا۔اسے دیکھا۔وئیر ہاؤس اسٹور تھا، اس کا معائنہ کیا۔وہاں جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعۃ الرشید کراچی کی جانب سے بھجوائے جانے والے امدادی سامان کا معائنہ کیا۔بہت سارا سامان تقسیم ہو چکا تھا، کچھ باقی تھا۔اس کے علاوہ میں نے شانلی عرفہ میں ''پاکستان ووکیشنل سینٹر'' دیکھا۔ریحانلی میں ''قریۃ الایتام'' تھا، جو کہنے کو ایک یتیم خانہ ہے، مگر اس کا اسٹینڈرڈ کسی بھی جدید ترین ہاؤسنگ اسکیم سے کم نہیں ہے۔وہاں ''پاکستان وشام پرائمری اسکول'' میں جانا ہوا۔اس کے علاوہ آئی ایچ ایچ جو ترکی کا سرکاری رفاہی ادارہ ہے، اس کے ذمہ داران سے ملاقات کا موقع ملا۔ معارف فاؤنڈیشن جو حکومت ترکی کی وزارت تعلیم کے ماتحت ایک تعلیمی ادارہ ہے، اس کے ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔نقشبندی سلسلے کے عظیم بزرگ شیخ محمود آفندی دامت برکاتہم کے گھر حاضری ہوئی۔معہد الامام ابوحنیفہ میں بھی حاضری کا موقع ملا۔

میں ان تمام کا تفصیلی ذکر ان شاء اللہ اپنے سفرنامے میں کروں گا۔فی الوقت اپنے شامی بھائیوں کی حالت زار کے بارے میں اپنے پاکستانی بھائیوں کو بتانا مقصود ہے۔میرا ان کے ساتھ جو وقت گزرا اور وہاں جو

صورت حال دیکھی اجمالاً چند چیزوں کا ذکر ان سطور میں کیا جا رہا ہے۔ امید ہے یہ بھی قارئین کے لئے مفید ہوں گی۔

اس وقت ترکی میں چالیس لاکھ سے زائد مہاجرین ہیں۔ یہ تمام مسلمان اور اہل سنت ہیں، ان کے ساتھ شام میں تاریخ کا بے انتہا اور بدترین ظلم ہوا ہے، ان پر ایک قیامت بیت چکی ہے۔ ان کے شہر جو صدیوں سے آباد تھے اور جن کی ایک قدیم تاریخ تھی بالکل ملیامیٹ کر دیے گئے ہیں۔ میں حلب کے قریب تک گیا ہوں، حلب بالکل تباہ ہے۔ اسی طرح کئی دیگر شہر بھی تباہ ہیں۔ شام میں سنیوں کی نسل کشی کی گئی ہے۔ جو شہید ہو گئے وہ تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے، زندہ لوگوں میں ہر ایک کی اپنی المیہ کہانیاں ہیں۔ لاکھوں بچے یتیم ہو چکے ہیں، کسی کا باپ شہید ہو گیا، کسی کی ماں نہیں، بے شمار ننھے منے بچے ایسے ہیں جن کا اس دنیا میں کوئی رشتہ دار نہیں بچا۔ بہت سے شامی بھائی ایسے ہیں جن کے قریبی اعزہ لاپتہ ہیں۔ انہیں کچھ معلوم نہیں کہ ان کے بھائی یا بہن کے ساتھ کیا بیتی؟ باپ یا ماں اس وقت کہاں اور کس حال میں ہیں؟ وہاں جب ان لوگوں کے حالات دیکھے اور سنے تو دل بار بار کٹ جاتا تھا، آنکھیں اشک بار ہو جاتیں۔

ترکی نے ان لٹے پٹے شامی بھائیوں کے لئے جس طرح آنکھیں بچھائیں، انہیں سنبھالا اور ان کی اشک شوئی کی...... قابل داد ہے۔ ترک حکومت نے عزم اور فیصلہ کیا تھا کہ ہمارے ملک میں کوئی شامی مہاجر نہ تو بھوکا سوئے گا نہ سردی میں وقت گزارے گا۔ ہم انہیں ان شاء اللہ شیلٹر بھی مہیا کریں گے اور خوارک بھی دیں گے، یہ معمولی بات نہیں حالاں کہ خود ترکی کی اپنی آبادی بہت ہے، پھر یو این او نے بھی کوئی مدد نہیں کی، حالاں کہ عالمی مسلمہ اصولوں کے مطابق یو این جو مہاجرین کی امداد کا پابند ہے، اسے اپنا فرض ادا کرنا چاہیے تھا لیکن اس نے ادا نہیں کیا۔ کئی مسلمان ملکوں نے تعاون کیا۔ نجی طور پر بھی بہت سے مسلمان تعاون کر رہے ہیں۔ میں نے مہاجر کیمپوں میں جا کر دیکھا کہ ترک حکومت بہت کچھ کر رہی ہے اور اپنی ذمہ داری نبھا رہی ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

ترکی پہنچ کر رفقاء کے ہمراہ ہماری سب سے پہلی منزل ''غازی انتب'' تھی۔ رات کا قیام یہاں تھا، غازی انتیب ترکی کا صنعتی اور کثیر آبادی والا شہر ہے۔ اس کی آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے۔ ہمیں یہاں ایک رات قیام کے بعد شامی سرحد کے قریب آباد شہر کلس جانا تھا۔ کلس کے بارڈر کے دوسری جانب شام کا شہر ''اعزاز'' ہے۔ اعزاز سے کچھ فاصلے پر شام کا قدیم شہر حلب ہے۔ اعزاز کے جوار میں شامی شہر دابق، الراعی، جرابلس اور کوبانی ہیں۔

کلس شہر کی اپنی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زائد ہے، جبکہ اس وقت وہاں شامی مہاجرین کی تعداد مقامی آبادی سے کہیں زیادہ ہے۔ حلب سے متصل ہونے کی بنا پر یہاں زخمیوں اور معذوروں کی بھی بڑی تعداد ہے، انہیں ''دارالجرحیٰ''،

اور''دارالمعذ ورین'' میں رکھ کران کی بحالی کا کام کیا جاتا ہے۔

کلس میں خبیب فاؤنڈیشن نے''پاکستان بیکری'' کے نام سے عظیم الشان بیکری قائم کی ہے، جہاں روزانہ ۶۰ ہزار روٹی پکا کرکلس سے متصل شامی شہر اعزاز، حلب میں شامی مہاجرین میں تقسیم کی جاتی ہے۔ کلس میں ہی لاجسٹک سینٹر قائم ہے، اس میں مختلف آفسز، وئیر ہاؤس، اسٹور، کچن، اور گیسٹ ہاؤس بنائے گئے ہیں، یہاں سے بہت منظم انداز میں مہاجرین کی خدمت کی جاتی ہے۔ اسی لاجسٹک سینٹر میں قطر کے تعاون سے روٹی پلانٹ قائم کیا گیا تھا، جواب قطر پر پابندیوں کے باعث بند ہو چکا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ امت کے کچھ مخیّر اور متمول افراد اسے گود لے لیں، تا کہ خیر کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے۔

کلس کے لاجسٹک سینٹر سے محض دس منٹ کی ڈرائیو پر حلب کا بارڈر ہے، ہمارا وہاں جانا ہوا۔ یہاں مرکزی گیٹ ہے جو حلب سے ترکی میں داخلے کا آسان اور پرامن راستہ ہے۔ یہاں کچھ دیر رک کے، شام کی سرزمین کو حسرت بھری نگاہوں کے ساتھ بہت قریب سے دیکھا، انبیاء کی خیر و برکت والی سرزمین، جس کی برکات کے بارے میں ہم احادیث میں پڑھتے تھے، وہ ہمارے سامنے تھی۔ سرزمین شام پر آنے والی تباہی کا تصور کر کے ہمارے دل چھلنی ہو رہے تھے۔ جی چاہ رہا تھا کہ بارڈر کے اس طرف بھی قدم رکھے جائیں مگر ہمارے پاس اجازت نامہ نہیں تھا اس لیے یہاں سے اگلی منزل''شانلی عرفا'' کے لیے روانہ ہوئے۔

''شانلی عرفہ'' کلس سے دوسو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں بھی مہاجرین شام کی بڑی تعداد رہ رہی ہے۔ یہاں''پاکستان ووکیشنل ٹریننگ سینٹر'' قائم کیا گیا ہے۔ اس کے مسئول محترم بہجت ہیں، یہاں شامی مہاجرین کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے مختلف شعبے قائم ہیں، جن میں سلائی کڑھائی سینٹر، کمپیوٹر ہارڈ وئیر سافٹ وئیر ڈیپارٹمنٹ، الیکٹریشن و پلمبرنگ ٹریننگ سینٹر، باربر ٹریننگ سینٹر، اور کئی دیگر ٹیکنیکل کورسز کے انتظامات موجود ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس سینٹر میں سیکھنے اور سکھانے والے تمام کے تمام شامی مہاجرین ہیں۔ شامی ہنرمندوں کو بطور ٹیچر رکھ کر انہیں ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے، اور شامی مہاجرین کو پورے وقار کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تربیت دی جاتی ہے۔

شانلی عرفہ کے بعد ہماری منزل''انطاکیہ'' تھی، شانلی عرفہ سے انطاکیہ کا زمینی راستہ تقریباً چار گھنٹے کا ہے۔ انطاکیہ قدیم زمانوں سے آباد شہر ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے ہمیشہ جنگوں کا مرکز رہا ہے۔ یہاں ہم نے حبیب نجار (جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے) کے مزار پر حاضری دی، اسی طرح یہاں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ ہماری اصل منزل انطاکیہ کے قریب ترکی کے جنوب مشرق میں آخری

سرحدی شہر ''ریحانلی'' تھی۔اس شہر سے متصل اور بالمقابل شام کا صوبہ ادلب ہے،ادلب کے اس حصے میں شام کے مختلف حصوں سے آنے مہاجرین لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو چکے ہیں۔ یہاں لوگ عارضی خیمہ بستیوں، کچے پکے گھروں میں اور کھلے آسمان تلے رہ رہے ہیں۔ یہاں بھی شانلی عرفا کی طرح قریۃ الایتام ،(یتیم بچوں کا کمپلیکس)، لاجسٹک سینٹر، ووکیشنل سینٹر قائم ہیں۔ادلب کے مہاجرین کے لیے یہاں بہت بڑی تعداد میں ریلیف کے کام جاری ہیں۔ یہاں بھی روٹی کا بہت بڑا پلانٹ قائم ہے جہاں ایک لاکھ روٹی تیار ہوتی ہے۔کہنے کو یہ بہت بڑا فگر ہے مگر مہاجرین تو یہاں تقریباً پچیس لاکھ ہیں۔ یہاں ہمیں سب سے زیادہ خوشی ''پاکستان شام پرائمری وسیکنڈری اسکول'' دیکھ کر ہوئی۔اس کے صدر دروازے پر پاکستان کا جھنڈا بنایا گیا ہے جو شامی بھائیوں سے پاکستانیوں کی دلی محبت کا اظہار ہے۔ یہاں معصوم شامی بچے بڑی تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں ہماری ملاقات پھولوں جیسے چمکتے دمکتے بچوں سے ہوئی،ان کی پیشانیوں میں اللہ پاک نے اس قدر سکون واطمینان رکھا ہے کہ بے اختیار ان کی بلائیں لینے کو جی چاہتا ہے۔یہ ہمارے ہی بچے ہیں اور اس امت کی امانت ہیں۔

الحمدللہ ان فلاحی کاموں میں وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تعارف بھی خوب نظر آیا ہے۔ جہاں بھی پاکستان کا پرچم لہراتا ہے وہاں کے لوگوں میں آپس کی محبت اور یگانگت جگانے کا سبب بنتا ہے۔پاکستان کی جانب سے جو رفاہی خدمات وہاں انجام دی جارہی ہیں مستفید ہونے والے شامی بھائیوں کے لیے پیغام محبت بھی ہیں۔ اگرچہ پاکستان سے اور لوگوں نے بھی بہت کام کیا ہے،ان میں جامعہ بیت السلام کراچی کے مدیر اور بیت السلام ٹرسٹ کے بانی مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم کا نام بھی کافی نمایاں ہے،انہوں نے وہاں پر روٹی پکانے کا پلانٹ لگایا ہے جو حدود شام کے اندر ہے۔مولانا عبدالستار صاحب نے فون کر کے اپنے پروجیکٹ پر آنے کی دعوت دی مگر بُعد مکانی ،قلت وقت اور حدود شام میں داخلے کے لیے حکومتی اجازت نامہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا کام نہ دیکھ سکا۔

میرے خیال میں وہاں جتنا کام ہو رہا ہے،اس سے کہیں زیادہ کی ضرورت ہے۔ **لیس الخبر کالمعاینہ** کے مصداق اس بات کا اندازہ وہیں جا کر ہوتا ہے۔ بہت بڑا المیہ ہوا ہے،یہ اتنا بڑا المیہ ہے کہ صرف کسی ایک ملک کے بس کی بات نہیں،تمام مسلم ممالک کی حکومتوں اور خصوصاً مسلم دنیا کے امراء،روءساء،مخیر حضرات کو آگے بڑھنا چاہیے۔اب وہاں سردیاں آ چکی ہیں،مہاجرین کو کمبلوں اور گرم بستروں کی شدید ضرورت ہے۔اس کے لئے اہل خیر کو آگے بڑھنا چاہئے۔ترک حکومت اپنی بساط کے مطابق بہت کام کر رہی ہے۔اس نے شام کے اندر دس کلومیٹر کے ایریا میں ایک بفرزون بھی قائم کیا ہے۔ترکی نے بشارالاسد، روس اور ایران کے ساتھ ایک معاہدہ

کیا ہے کہ یہاں بمباری نہیں کی جائے گی۔ترک ریلیف ادارہ آئی ایچ ایچ (انسان، حق، حریت) شامی مہاجرین کی خدمت میں پیش پیش ہے۔یہ ادارہ شام کے مظلومین کے لیے سائبان ثابت ہوا ہے۔باہر کی دنیا سے شامیوں کے لیے ریلیف کا کام کرنے والے اکثر ادارے اسی کے تحت اپنی خدمات انجام دیتے ہیں۔ترکی حکومت شامی مہاجرین کو بفرزون میں بسا رہا ہے رہی ہے تاکہ انہیں احساس رہے کہ وہ اپنے ملک میں ہی ہیں اور ایک دن اپنے علاقوں میں واپس لوٹ جائیں گے۔اسی طرح ترک حکومت نے اپنی حدود میں جو مہاجر کیمپ بسائے ہیں وہ سب شامی سرحد کے قریب ہیں، جہاں سے شامی مہاجرین کو اپنا وطن نظر آتا رہے۔یہ اس لئے کیا کہ انہیں اپنی منزل نظر آتی رہے اور وہ ایک نہ ایک دن اپنے وطن واپس جائیں۔ترکی کو اس وقت پاکستان کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کی بھی ضرورت ہے۔کیوں کہ پاکستان، افغان مہاجرین کے اس تجربے سے گزرا ہے اور گزر رہا ہے اور پھر پاکستان کو اس وجہ سے جو مسائل درپیش ہوئے۔ان کا بھی پوری طرح ادراک ہے۔دشمن نے افغان مہاجرین کے روپ میں ملک دشمن عناصر بھی بھیجے تھے۔جنہوں نے یہاں تخریب کاریاں کیں، یہ صورت حال اب ترکی میں بھی ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں ترکی کو ان معاملات میں پاکستان کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

آخر میں ایک نعمت غیر مترقبہ ملنے پر بطور تحدیث بالنعمۃ کے ذکر کرنا چاہوں گا جب میں ترکی پہنچا تو وہاں مولانا مفتی ابولبابہ صاحب زید مجدہم نے بتایا کہ یہاں استنبول میں شیخ محمد عوّامہ حفظہ اللہ قیام پذیر ہیں۔شیخ عوامہ اس وقت علماء احناف میں ایک بہت بڑے عالم اور علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ بہت بڑی علمی شخصیت ہیں، ان کی سند حدیث بہت عالی ہے۔نام بہت سنا ہوا تھا لیکن زیارت کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔تو میرے لئے بہت مسرت کا سامان تھا کہ ان کی زیارت و ملاقات کی سبیل نکل آئی۔ جناب مفتی ابولبابہ صاحب کے ساتھ شیخ عوّامہ کے ہاں جانا ہوا۔شیخ پہلے سعودیہ میں مقیم تھے، اصلاً شامی ہیں، اب ترک حکومت کی درخواست پر مستقل ترکی میں آگئے ہیں۔یہاں ایک قدیم مدرسہ سلیمانیہ تھا جو بند پڑا تھا، اسے کھول کر شیخ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔شیخ وہاں پہ اب تدریس فرمایا کریں گے۔میں جب شیخ کے پاس پہنچا اور تعارف ہوا تو بہت تپاک سے ملے۔ماشاءاللہ بڑے اللہ والے بزرگ ہیں، چہرے پر انوارات کی بارش تھی، شیخ ان لوگوں میں سے ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آتی ہے۔ میرے لئے بڑی مسرت کی بات تھی کہ میں نے ان سے اجازت حدیث لی۔انہوں نے میری درخواست پر نصائح بھی ارشاد فرمائے، یہ گویا میرے اس سفر کا خلاصہ، نچوڑ اور عطر تھا۔

یہ ترکی کے سفر پر احقر کے تاثرات تھے، میں نے وہاں جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا سطور بالا میں عرض کیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہاں جا کر جو عزائم بنے انہیں عمل میں لانے کی توفیق عطا فرما دے، آمین!

حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی شیخ الحدیث دارالعلوم وقف (دیوبند) کی رحلت

خانوادہ قاسمی کے چشم و چراغ، حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کے دوسرے صاحبزادہ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پڑپوتے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی گزشتہ ماہ دیوبند انڈیا میں انتقال فرماگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!...... آپ کی عمر اس وقت اسّی برس کے قریب تھی۔ کچھ عرصہ سے آپ علیل تھے۔ آپ ہزاروں علماء کے استاذ، متکلم اسلام اور افکار قاسمی کے شارح کے طور پر جانے جاتے تھے۔ آپ کی وفات نے تدریسی اور علمی حلقوں کو سوگوار کردیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے دیوبند پہنچ کر نماز جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم وقف کے صدر مدرس، ناظم تعلیمات، اور طلبہ میں مقبول استاذ ہونے کے علاوہ دارالعلوم (وقف) کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ علمی دنیا میں آپ کی شخصیت بے حد مقبول رہی۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اردو، عربی کے علاوہ انگریزی زبان میں آپ کو زبردست مہارت حاصل تھی۔ 1960ء میں آپ کا دارالعلوم میں تقرر ہوا۔ صد سالہ اجلاس کے موقع پر آپ کو اہم ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مصنف، مقرر اور شاعر بھی تھے۔ ''اصحاب کہف''، ''مجموعہ سیرت رسول'' (25 جلد) سیرت حلبیہ کے اردو ترجمے کے علاوہ ''قرآن اور سائنس'' کے حوالے سے تحریر کردہ مضمون بہت مقبول ہوا۔ 1983ء سے آپ مسلسل دارالعلوم وقف میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ زبان و بیان کی شستگی اور لہجے کی شائستگی کے سبب آپ طلبہ اور عوام میں یکساں مقبول تھے۔ آپ کی نماز جنازہ احاطہ مولسری میں ادا کی گئی اور آپ کی تدفین قبرستان قاسمی میں اکابر امت کے پہلو میں عمل میں لائی گئی۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا انوار الحق مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم نے آپ کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی کی رحلت عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے، مولانا کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا صدیوں پر نہیں کیا جاسکے گا، مولانا محمد اسلم قاسمی برصغیر کے معروف اور معتبر علمی خانوادے کی علمی وراثت کے امین تھے، ان کی رحلت پر عالم اسلام بالخصوص دارالعلوم دیوبند کے جملہ متعلقین اور خانوادہ قاسمی کی خدمت میں مسنون تعزیت پیش کرتے ہیں اور مولانا قاسمی کے درجات کی بلندی کے لیے دعاگو ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علّیین میں جگہ عطا فرمائے، اور آپ کی حسنات کو قبول فرمائے، آمین!